HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

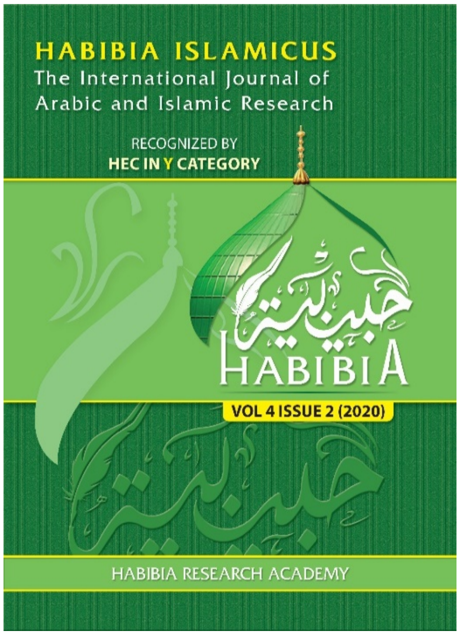

TOPIC:

REVIEW OF THE SCHOLARLY AND INTELLECTUAL SERVICES OF THE COMPANIONS AND THEIR FOLLOWERS IN THE PROMOTION OF ISLAMIC CIVILIZATION

اسلامی تہذیب کے فروغ میں صحابہ کرام اور ان کے پیروکاروں کی علمی خدمات کا علمی جائزہ

AUTHORS:

1. *Dr. Altaf Hassan, Assistant Professor, DHA CSS SKBZ College, Karachi. Email: altafskbz@yahoo.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-7654-5336*
2. *Dr. Aziz ur Rehman Saifee, Assistant Professor, Department of Arabic, University of Karachi. Email: aziz.rehman@uok.edu.pk , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-2324-2718*
3. *Muhammad Manzar ul Bari, PhD Scholar, Department of Arabic, University of Karachi. Email: bari72@gmail.com*

HOW TO CITE: *Hassan, Altaf, Aziz ur Rehman Saifee. And Muhammad Manzar ul Bari, 2020. "URDU 1 REVIEW OF THE SCHOLARLY AND INTELLECTUAL SERVICES OF THE COMPANIONS AND THEIR FOLLOWERS IN THE PROMOTION OF ISLAMIC CIVILIZATION: اسلامی تہذیب کے فروغ میں صحابہ کرام اور ان کے پیروکاروں کی علمی خدمات کا علمی جائزہ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 4 (2):1-14. https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u01.*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/130
Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 1-14
Published online: 2020-12-10

QR CODE

REVIEW OF THE SCHOLARLY AND INTELLECTUAL SERVICES OF THE COMPANIONS AND THEIR FOLLOWERS IN THE PROMOTION OF ISLAMIC CIVILIZATION

اسلامی تہذیب کے فروغ میں صحابہ کرام اور ان کے پیروکاروں کی علمی خدمات کا علمی جائزہ

Altaf Hassan, Azizur Rehman Saifee, Muhammad Manzar ul Bari

ABSTRACT

The moral, religious, political and economic situation of the world was the darkest and lowest before the establishment of the Islamic society consisting of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and his companions and followers. The whole of human society was in turmoil and religious chaos. The great religions had become childish and had lost their original form due to distortion and misinterpretation. Thus, Allah Almighty sent His beloved Prophet Muhammad (peace and blessings of Allah be upon him) for the salvation of mankind. With his arrival, new faith, new generation, new civilization and new society was obtained and the chosen people of the world of humanity appeared in human society. The first class of these chosen people is the Companions of the Prophet and the second class is the followers. These two classes rendered their full services in the establishment of Islamic civilization and spread its rays all over the world.

KEYWORDS: *Scholarly services of Companion, Intellectual services of companion, Promotion of Islamic Civilization, Political and economic situation.*

’’خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم‘‘ (۱)

“The best time of my Ummah is my time. Then those who are attached to them are better, and then those who are attached to them are better.”

Of course, the era of the Companions and their followers is one of the best. With the passage of time, it has become even clearer that there has never been a better time in history before or after this period, neither in morals and character nor in the principles of economy and society and even neither in politics nor in leadership. It was on the basis of these high attributes that the great effects of this era on the world of humanity were felt. Today, although the full picture of this time is not visible, but in every positive path of the present day, the lamps of goodness and righteousness lit by these gentlemen are shining. Every positive aspect of the present civilization is due to them.

بعثت نبوی ﷺ اور صحابہؓ و تابعینؒ پر مشتمل اسلامی معاشرے کے قیام سے پہلے دنیا کی اخلاقی، مذہبی، سیاسی اور معاشی صورتِ حال تاریک ترین اور پست ترین تھی۔ پورا انسانی معاشرہ بد نظمی و انتشار کا شکار تھا۔ بڑے بڑے مذاہب بازیچۂ اطفال بن چکے تھے۔ اور تحریف و تاویل کی وجہ سے اپنی اصل شکل کھو چکے تھے۔ ایسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نجاتِ انسانی کے لئے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی آمد سے نیا یقین، نیا ایمان، نئی نسل، نیا تمدن اور نیا معاشرہ حاصل ہوا اور دنیائے انسانیت کے برگزیدہ لوگ انسانی معاشرے میں ظاہر ہوئے۔ ان برگزیدہ لوگوں میں سے پہلا طبقہ اصحابِ رسول کا ہے اور دوسرا طبقہ تابعین کا ہے۔ ان دو طبقات نے اسلامی تہذیب کے قیام

میں اپنی بھرپور خدمات پیش کیں اور اسکی کرنیں پورے عالم میں پھلائیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم'' ترجمہ: میری امت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے متصل ہیں، پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے متصل ہیں۔ یقیناً صحابہؓ و تابعینؒ کا دور ایک بہترین دور ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب یہ بات اور بھی واضح ہوگئی ہے کہ تاریخ میں اس دور سے قبل اور نہ اس دور کے بعد کوئی اور زمانہ اس سے بہتر دیکھا گیا ہے، نہ اخلاق و کردار میں نہ معیشت و معاشرت کے اصولوں میں اور نہ سیاست و جہاں بانی میں۔ ان اعلیٰ اوصاف کی بنیاد پر ہی دنیائے انسانیت پر اس دور کے عظیم اثرات مرتب ہوئے۔ آج اگرچہ ان کے دور کی مکمل تصویر نظر نہیں آرہی مگر دورِ حاضر کی ہر مثبت راہ میں انہی حضرات کے روشن کئے ہوئے خیر و بھلائی کے چراغ روشنی پھیلا رہے ہیں اور تہذیبِ حاضر کا ہر مثبت پہلو انہی حضرات کا مرہونِ منت ہے۔

''اسلامی تہذیب کے فروغ میں صحابہؓ و تابعینؒ کی علمی و فکری خدمات کا جائزہ'' اسلامی تاریخ کا ایک اہم اور وسیع موضوع ہے۔ اس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے بعثتِ نبوی ﷺ سے پہلے کی دنیائے تہذیب بھی زیرِ نظر آتی ہے اور اس کے بعد کے ادوار بھی اس موضوع کا حصہ بن جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ موضوع اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ عقائد، اخلاق، اعمال، سیاست، قانون، بین الاقوامی تعلقات اور انسانی معاشرے میں فکری اور علمی اور اخلاقی ترقیات سب پر حاوی ہو جاتا ہے۔ بعد از تحقیق یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی تہذیبی انقلاب نے دنیائے انسانیت پر فوجی، سیاسی، معاشرتی اور علمی و عمرانی اثرات مرتب کئے ہیں۔ صحابہؓ و تابعینؒ صرف شخصیات کا نام نہیں ہے بلکہ وہ سراپا کردار اور چلتے پھرتے علم و عمل کے انقلابی نمونے تھے اور عقل و دانش کے روشن چراغ تھے۔ چنانچہ اسلامی تہذیب کے اثرات دنیا کے جس معاشرے پر بھی ہوں اور کسی بھی شکل میں ہوں اس کے تانے بانے خیرا لقرون سے ملتے ہیں اور اس کی جڑیں مسلسل اسی دور میں ملتی ہیں۔ انسانی زندگی کے تمام مسائل کی جڑ جہالت ہے۔ اس لئے اسلام نے پہلے ہی دن سے جہالت کے خلاف اقدام کیا ہے۔ چنانچہ نزولِ وحی کا آغاز ہی ایسے انداز سے ہوا کہ پہے اسلامی معاشرے کے افراد کا مزاج متعین کر دیا گیا کہ وہ جہالت کا نہیں بلکہ سراسر علمی ہوگا اور ان کا دور فروغ علم کا دور ہوگا۔ جبکہ اس پہلے کی صورتِ حال یہ تھی کہ دنیا علم و آگہی سے خائف تھی۔ ''علم کی اس قدر افزائی اور ترغیب کے نتیجے میں تاریخِ اسلام میں ایسا علمی نشاط، جوش و جذبہ اور حصولِ علم کا ولولہ پید اہوا کہ اس عالمی و ابدی علمی تحریک نے سب سے بڑی زمانی و مکانی مسافت طے کی اور معنوی مسافت تو ان دونوں سے بڑھی ہوئی ہے'' (۲) مشہور فرانسیسی مصنف ڈاکٹر لیبان اپنی مشہور کتاب ''تمدن عرب'' میں لکھتا ہے ''عربوں نے جو مستعدی تحصیل علم میں ظاہر کی وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے۔ اس خاص امر بہت سی قومیں ان کے برابر ہوئی ہیں لیکن بمشکل کوئی ان سے بازی لے جا سکی ہیں۔ جب وہ کسی شہر کو لیتے تو ان کا پہلا کام وہاں مسجد اور مدرسہ بنانا ہوا کرتا تھا۔ بڑے شہروں میں ان کے مدارس بکثرت ہوتے تھے'' (۳)

دورِ صحابہؓ و تابعینؒ میں کیونکہ علم قرآن، حدیث اور فقہ سے ماخوذ ہوتا تھا اور یہ بنیادی مآخذ تھے اور اسلامی تہذیب کے خدوخال انہی سے موضوع ہوتے تھے اس لئے اولا ان کی حفاظت اور ثانیا ان کی ترویج ضروری تھی۔ چنانچہ اسی مقصد کے حوالے سے ابتدائی طور پر جو کام کیا گیا وہ ان کی حفاظت کا تھا۔ دنیائے انسانیت کو نئے علمی، فکری اور صنعتی انقلاب کی طرف منتقل کرنے والی کتاب کا زبردست انتظام کیا گیا ، پھر احادیث نبویہ ﷺ جس میں اسلامی زندگی کے خدوخال کی وضاحت ہے اس کی حفاظت کا بندوبست کیا گیا اور تمدنی ضروریات کی بنیاد پر اسلامی قانون ترتیب دیا گیا۔ یہ وہ کام تھے جو بنیادی حیثیت کے حامل تھے اور یہ سب کے سب دور صحابہ و تابعین میں انجام دیئے گئے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے علمی اثرات عالمگیر ہوتے گئے۔ خیر القرون پر وحی الٰہی کے اثرات ایسے پڑے کہ علمیت ان کی سرشت اور فطرت میں داخل ہو گئی اور یہ حضرات جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے علم کی مہک وہاں پھیل گئی اور تشنگانِ علم ان کے اطراف جمع ہونے لگے، ابتدائے اسلام میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت ابو درداءؓ کا طریقہء تعلیم یہ تھا کہ ''صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔ ان کے گرد قرآن پڑھنے والوں کا ہجوم جا تا تھا۔ حضرت ابو درداءؓ دس دس آدمیوں کی الگ الگ جماعت کر دیتے تھے اور ہر جماعت پر ایک قاری مقرر کر دیتے تھے کہ وہ ان کو قرآن پڑھائے۔ خود ٹہلتے جاتے تھے اور پڑھنے والوں پر کان لگائے رکھتے تھے، جب کوئی طالب علم پورا قرآن یاد کر لیتا تھا تو حضرت ابو درداء خود اس کو اپنی شاگردی میں لے لیتے تھے۔ ایک دن انھوں نے طلبہ کو شمار کیا تو ان کی تعداد سولہ سو کے لگ بھگ تھی''(۴)

جیسے جیسے اسلامی فتوحات بڑھتی گئیں، صحابہؓ و تابعینؒ مختلف اطراف و امصار میں پھیلتے چلے گئے اور ان کے ساتھ ساتھ علم بھی سفر کرتا رہا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور میں علم کی اشاعت کے لئے مضبوط کوششیں کی گئیں۔ اہلِ علم کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ عوام الناس کو علم کی طرف رغبت دلائی گئی اور اشاعت، علم کے لئے ادارے قائم کیئے گئے اور مساجد قائم کی گئیں۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں علامہ شبلیؒ فرماتے ہیں ''انھوں نے تمام ممالک مفتوحہ میں نہایت کثرت سے مساجد تیار کرائیں۔ انھوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو جو کہ کوفہ کے حاکم تھے، لکھا کہ بصرہ میں ایک جامع مسجد اور ہر قبیلے کے لئے الگ الگ مساجد تعمیر کی جائیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ اور عمرو بن العاصؓ کو بھی اس قسم کے احکام بھیجے۔ شام کے تمام عمال کو لکھا کہ ہر ہر شہر میں ایک ایک مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ یہ مساجد آج بھی ''جوامع عمری'' کے نام سے مشہور ہیں۔ گو ان کی اصلی عمارت باقی نہیں رہی۔------------ حضرت عمرؓ کے عہد میں تقریباً چار ہزار مساجد تعمیر ہوئیں۔(۵)

حضرت عمرؓ کی ان علمی کاوشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ۱۴ھ میں ابلہ فتح ہوا تو تمام میں فوج کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو حساب کتاب کرتا اور مالِ غنیمت قاعدے کے مطابق تقسیم کرتا۔ اب یہ حالت تھی کہ ہر قسم کے نقشے، مفصل کاغذات اور حساب تیار ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے متعدد صحابہؓ کو سرکاری سطح پر بصرہ، کوفہ شام، مصر اور حمص وغیرہ کی طرف عوام الناس کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ ابو مسلم خولانی کا بیان ہے ''میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ۳۰ بڑے بڑے صحابہؓ وہاں تشریف رکھتے تھے''(۶) آپ ﷺ کی

رحلت کے بعد پچیس سال کے اندر اندر چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ کی زیرِ نگرانی علم کی سرپرستی اسلامی نظام کا ایک مستقل اور طے شدہ اصول بن گئی"(۷) اموی دور میں علوم میں زیادہ وسعت و ترقی ہوئی۔ علمائے تابعین جنہوں نے دینی علوم کو پھیلایا اسی عہد میں تھے۔ ان کے مستقل حلقہء درس موجود تھے جن سے بڑے بڑے ائمہ پیدا ہوئے، اسی دور میں دینی علوم کی تدوین کا آغاز ہوا۔ بعض نئے علوم پیدا ہوئے۔ دوسری قوموں کے بعض علوم سے مسلمان بھی روشناس ہوئے"(۸) عربوں کو بہت جلد علم کی سرپرست قوم کی حیثیت سے ایک امتیازی مقام مل گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ علم کے اقلیم پر بھی اس تیزی و سرعت سے چھاگئے جس سرعت سے انھوں نے اپنے ہمسایہ ممالک پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ یہ ایک رواج ہو گیا تھا کہ ریاست کے اعلیٰ مناصب ان لوگوں کو ملتے تھے جو علمی تبحر کی وجہ سے امتیازی درجہ رکھتے تھے۔(۹)

تقریباً تمام اطرافِ مملکت میں صحابہؓ و تابعینؒ نے علمی مراکز قائم کر لئے تھے۔ علامہ سخاویؒ نے اپنی کتاب ''الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ'' میں صحابہؓ و تابعینؒ کی علمی کاوشوں کا ذکر کیا ہے۔ اور جن جن علاقوں میں صحابہ کرامؓ علم کی اشاعت کے لئے تشریف لے گئے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''۱۔ مدینہ جو کہ دار الہجرت تھا زمانہ صحابہؓ میں یہاں علم بکثرت تھا اور زمانہ تابعین میں فقہا سبعہ میں اور پھر صغار تابعینؒ کے دور میں قرآن وحدیث کا علم اور زیادہ ہو گیا۔ صغار تابعینؒ مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حضرت ابن عجلانؒ، حضرت جعفر صادقؒ، پھر حضرت امام مالکؒ اور ان کے متبعین وغیرہ۔۔۔۔۔

۲۔ مکہ میں زمانہ صحابہؓ میں علم کم تھا، پھر صحابہ کرامؓ کے آخری دور میں علم کی کافی اشاعت ہو گئی اور تابعین مجاہدؒ، عطاؒ، سعید بن جبیرؒ اور ابن ابی ملیکہؒ کے دور میں علم کو بہت فروغ ملا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۳۔ بیت المقدس میں صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد چلی گئی تھی۔ چنانچہ علم کو فروغ ملا۔ لیکن بعد اس میں کمی آگئی۔

۴۔ دمشق میں صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد پہنچی۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور علم کو بہت فروغ ملا۔۔ بہت سے فقہا، محدثین، اور اصحابِ قرآن پیدا ہوئے اور تابعینؒ کے دور میں ان کی تعداد میں اور اضافہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۵۔ مصر ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اور وسیع رقبے پر مشتمل ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسے فتح کیا تھا۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کی بہت بڑی تعداد وہاں پر آباد ہو گئی تھی۔ چنانچہ ان کے دور میں اور پھر تابعینؒ کے دور میں علم کو فروغ ملا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۶۔ بغداد عراق کا بہت بڑا شہر ہے۔ زمانہ تابعینؒ کے آخر میں تعمیر ہوا۔ ہشام بن عروہؒ، شعبہؒ اور ہشیمؒ جیسے حضرات نے علم حدیث کو رواج دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۷۔ حمص میں صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد آکر آباد ہو گئی تھی۔ چنانچہ ان کی وجہ سے زمانہ تابعینؒ میں علم کو فروغ ملا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۸۔ کوفہ میں بڑے بڑے صحابہؓ مثلاً عبد اللہ بن مسعودؓ، عمار بن یاسرؓ، علی بن ابی طالبؓ، اور دیگر بہت سے صحابہؓ آباد ہو گئے تھے۔ اور ائمہ تابعینؒ کی بھی کثیر تعداد مثلاً علقمہؒ، مسروقؒ، عبیدؒ، اسودؒ، شعبیؒ، نخعیؒ، حکم بن عتبہؒ، ابو اسحٰقؒ، منصورؒ، اعمشؒ، وغیرہ یہاں آباد ہو گئے تھے اور ایک عرصے تک یہاں علم کا چرچہ رہا۔

۹۔ بصرہ میں ابو موسیٰ اشعریؓ، عمران بن حصینؓ، عبد اللہ بن عباسؓ اور دیگر صحابہؓ آباد ہوئے۔ ان میں آخری صحابیؓ، خادمِ رسول ﷺ انس بن مالکؓ بھی یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ تابعینؒ میں حضرت حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ، ابو لعالیہؒ، قتادہؒ، ایوب ثابت البنانیؒ، یونسؒ، حماد بن سلمہؒ اور حماد بن زیدؒ اور ان کے اصحاب یہاں رہے۔ چنانچہ یہاں پر قرآن و حدیث کا علم ایک عرصہ تک بکثرت رہا، پھر بعد میں کم ہو گیا۔

۱۰۔ یمن میں حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابو موسیٰؓ آکر آباد ہو گئے تھے۔ اور ائمہ تابعین کی ایک کثیر تعداد یہاں تیار ہوئی اور یہاں سے اطرافِ ارض میں پھیل گئی۔

۱۱۔ مرو، خراسان کا ایک اہم شہر ہے۔ یہاں پر بہت سے ائمہ علم تیار ہوئے۔ صحابہ کرامؓ میں بریدہ بن حصیبؓ اور دیگر چند صحابہؓ، اور بعد میں حضرت عبد اللہ بن بریدہؓ، یحیٰ بن یعمرؒ اور کچھ تابعینؒ یہاں تشریف لائے۔(۱۰)

علامہ سخاویؒ نے ان شہروں کا ذکر کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ شہر صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں علمی مراکز تھے اور خلقِ خدا بکثرت ان سے فیوض حاصل کر رہی تھی اور دنیا بھر میں اس کے اثرات پھیل رہے تھے۔ اور شرق و غرب جہاں تک مسلمان فاتحین پہنچے علم و فکر کو رسائی ملی۔　اسلام دورِ صحابہؓ و تابعینؒ میں یورپ میں داخل ہو چکا تھا۔ پیغامِ اسلام کے وہاں جانے کے سے قبل یورپ علمی و فکری جہالت کا شکار تھا اور وہاں کے باشندے کسی نئی روشنی کا انظار کر رہے تھے۔ چنانچہ جب خلفائے راشدین کے دور میں اسلامی افواج وہاں پر پہنچیں تو علم بھی وہاں پہنچا۔ مسلمان افواج یورپ اندلس (اسپین) کے ذریعے پہنچے۔ گویا اندلس یورپ کا داخلی دروازہ ثابت ہوا۔ تدوینِ حدیث کے دور میں علمِ حدیث یہاں پہنچ چکا تھا۔ یہاں پر ان تابعینؒ ذکر کرنا مفید ہو گا جو اندلس میں آئے اور علمِ حدیث کے پھیلانے میں معاون ثابت ہوئے۔ جن حضرات کے نام تاریخ میں ملتے ہیں وہ کم و بیش یہ ہیں، حنش بن عبد اللہ الصنعانی (المتوفیٰ ۱۰۰ھ) علی بن رباح اللخمی (المتوفیٰ ۱۱۴ھ) ابو عبید الرحمان عبد اللہ بن یزید الحبلی (المتوفیٰ ۱۰۰ھ) موسیٰ بن نصیر (المتوفیٰ ۹۷ھ) اور خصوصاً اول الذکر تابعی سے کئی تلامذہ نے حدیث کا علم حاصل کیا۔"(۱۱) موسیٰ بن نصیر کو بعض مورخین تابعینؒ میں شمار نہیں کیا۔ لیکن شمارہ" نظر و فکر" میں بحوالہ حمیدی انہیں تابعین کہا گیا ہے۔:"موسیٰ بن نصیر صاحب فتح الاندلس وکان امیر افریقہ والمغرب ولیھا فی ۷۹ھ وھو من التابعین۔ روی عن تمیم داری، روی عنہ مسروق الیحصبی"(۱۲)

ترجمہ: فاتح اندلس، امیر افریقہ و مغرب جو کہ ۹۷ میں امیر بنے، تابعین مین سے تھے۔ حضرت تمیم داری سے انہوں نے روایت کیا ہے اور ان سے مسروق یحصبیؒ نے روایت کیا ہے۔

تاریخ میں صحابہؓ میں سے جن صحابیؓ کا اندلس جانا ثابت ہے وہ منیذرؓ ہیں۔ شمارہ فکر و نظر کے مولف نے لکھا ہے:

''المنیذر الذی یقال لہ صحابی رایٰ رسول اللہ ﷺ''(۱۳)

الغرض صحابہؓ و تابعینؒ کے وہاں پر ورودِ مسعود سے اندلس (یورپ) میں علم کے چراغ روشن ہوئے اور فکری تبدیلی آئی۔ اس فکری تبدیلی کا ڈاکٹر برق تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''یورپ صدیوں تک وحشت و بربریت اور تہہ بہ تہہ جہالت میں گرفتار رہا۔ وہاں تہذیب و اخلاق کا کوئی تصور نہیں تھا۔ آٹھویں صدی عیسوی میں مسلمان اسپین پہنچے اور سو سال بعد سسلی وارد ہوئے۔ یہ اپنے ساتھ تاریخ، فلسفہ، طبعیات، کیمیا، ریاضی، شعر و ادب، علمِ کلام اور دیگر درجنوں علوم لے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ علوم اٹلی، جرمنی، فرانس اور دیگر ممالک میں پہنچے اور بارہویں صدی میں یورپ مائل بہ علم ہو گیا۔ یہ شوق بڑھتا ہی گیا، یہاں تک کہ سولہویں صدی میں ایک عام بیداری پیدا ہو گئی جسے یورپ کی حیاتِ ثانیہ کہا جاتا ہے۔(۱۴) ایک مصنف کا یہ کہنا ہے ''اگر مسلمان اسپین اور سسلی نہ جاتے تو یورپ بربریت، فلاکت اور انتہائی بد اخلاقی کی دلدل سے کبھی نہ نکل سکتا''(۱۵) چنانچہ صحابہؓ و تابعینؒ کا یورپ پر علمی و فکری اثر یہ ہوا کہ انسانی فکر کا رخ بدل گیا اور علوم و فنون کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھل گیا۔ صحابہؓ و تابعینؒ کا علمی و فکری سفر مغرب تک جا کر ختم نہیں ہو تا بلکہ مختلف اطرافِ عالم میں جاری رہتا ہے اور جسے جس طرف جانے کا موقع ملتا ہے وہ اسلامی تعلیمات کی اشاعت کے لئے رختِ سفر باندھ لیتا ہے۔ چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دورِ صحابہؓ و تابعینؒ میں اسلام کی کرنیں برصغیر میں اور اس کے اطراف میں پہنچ چکی تھیں اور علمی و فکر اثرات یہاں پر بھی پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ پہلی صدی ہجری میں ہی یہاں پر علمی و فکری اثرات پھیلنے شروع ہو گئے تھے۔ ان اثرات کا آغاز اس طرح ہوا کہ عہدِ عثمانیؓ میں میں یہاں مسلم نو آبادیاں قائم ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ چنانچہ ان معاشروں میں پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لئے قرآن و سنت کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس وقت قرآن و سنت کے حاملین صحابہؓ و تابعینؒ تھے۔ چنانچہ ان حضرات کی طرف عوام الناس کا علمی و فکری رخ ہوا۔ جب فاتحین ہندوستان کا رخ کرتے تو صحابہؓ و تابعینؒ ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ جیسا کہ علامہ ابنِ کثیرؒ نے وضاحت کی ہے کہ ''محمد بن قاسمؒ کے لشکر میں صحابہؓ و تابعینؒ کی ایک بڑی جماعت موجود رہتی تھی، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرتا تھا اور کامیابی سے ہمکنار کرتا تھا۔(۱۶) عرب و ہند کے تعلقات کا تاریخی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علمِ حدیث پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی ہجری کے آغاز میں برصغیر میں پہنچ چکا تھا۔ ''ہندوستان اسلام کے سائے میں'' کے مصنف رقمطراز ہیں:

"یہ حقیقت تاریخی اعتبار سے پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ عہدِ فاروقی سے اسلامی مجاہدین کے قافلے اس سرزمین خلافت کی اجازت سے یا رضاکارانہ طور اپنی خوشی سے دعوت کو لے کر اترتے رہے تو انہیں یقینا ایسی بابرکت شخصیات ضرور شامل رہی ہوں گی جو پیغمبرِ اسلام کے شرفِ صحبت سے مشرف تھیں۔ خصوصا جب اس امر کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے کہ صوبہ سندھ محمد بن قاسمؒ کے حملے ۹۳ھ بمطابق ۷۱۲ ء سے قلمروئے اسلام میں داخل ہو گیا اور یہ سلسلہ ۲۵۰ھ تک جاری رہا اور پھر تیسری صدی کے وسط سے عربوں کی یہ بالادستی ختم ہو گئی، لیکن صوبہ سندھ کی دو ریاستیں منصورہ (بھکر) اور محفوظہ (ٹھٹہ) ۴۱۶ھ تا ۵۲۷ھ اسلامی ریاست کی حیثیت سے قائم رہیں۔ اس دوران عرب و ہند کے آنے جانے والوں کی کتنی تعداد اِدھر سے اُدھر منتقل ہوتی رہی ہو گی، اس کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے۔ چنانچہ جب ہم دوسری صدی ہجری کے اربابِ روایت کے اسمائے گرامی پر نظر ڈالتے ہیں تو اہلِ ہند کی متعدد بابرکت شخصیات رجالِ حدیث کے تاریخی صفحات پر نمایاں نظر آتی ہیں۔ یہ وہ مقدس ہندوستانی علماء ہیں جو صحابہ کرامؓ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اپنی آنکھوں کو پیغمبرِ اسلام کے مبارک ساتھیوں کے دیدار سے روشن کیا، اور ہندوستان کی نسبت سے روایتِ حدیث میں بحیثیت تابعی کے اہم مقام حاصل کیا، ان میں امام مکحول ہندیؒ، حضرت عبد الرحمان بن ابو زید بیلہمانی، ابو معشر نجیح سندھی، عبد الرحمان سندھی، حارث بیلہمانی، موسیٰ سیلانیؒ کے نام نمایاں ہیں جنہوں نے صحابہؓ کی مقدس جماعت سے حدیث سنی اور شرفِ تابعیت سے مشرف ہوئے۔

۱۔ امام مکحول ہندیؒ نے حضرت انس بن مالکؓ خادمِ رسول ﷺ، ابو امامہ باہلیؓ، واثلہ بن اسقعؓ سے روایت کی ہے۔

۲۔ حضرت عبد الرحمان ابو زید بیلہمانی، یہ گجرات یا سوراشٹر کے موضع بیلہمان کے باشندے تھے اور اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ، عبد اللہ بن عباسؓ، عبد اللہ بن عمرؓ، عمرو بن عتبہؓ، عمرو بن اوسؓ، نافع بن جبیر بن مطعمؓ، معاویہ بن ابو سفیانؓ، عبد الرحمان بن الاعزؓ سے روایت فرمائی ہے۔ حضرت عمرو بن عنبسہ کے قبولِ اسلام کی روایت نسائی میں اور طوافِ وداع کی روایت ترمذی میں انہی عبد الرحمان کی ہے۔

۳۔ حضرت ابو معشر نجیحؒ صاحب المغازی، حضرت ابو امامہ سہل بن حنیف کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حافظِ حدیث ہیں۔(۱۷)

حضرت حسن بصریؒ سلسلہ تابعینؒ میں ایک بڑا نام ہیں جو کہ ایک جامع شخصیت ہیں۔ بیک وقت وہ مفسر، محدث، علومِ باطنیہ کے ماہر اور عظیم مجاہد ہیں۔ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے کہ یہ عظیم الشان تابعیؒ یہاں تشریف لائے اور یہاں کے لوگوں پر علمی و فکری اثرات چھوڑے۔ وہ تقریباً ڈھائی سال تک یہاں مقیم رہے۔" ہندوستان اسلام کے سائے میں "کے مؤلف لکھتے ہیں" عہد جوانی میں کم از کم تین بار خراسان و سیستان اور کابل کے غزوات و فتوحات میں دادِ شجاعت دی۔ حضرت ربیع بن زیادؒ کی سرکردگی میں میر منشی کی حیثیت سے رہے اور انتظامی احکام ان کے قلم سے جاری ہوئے۔ دو سال وہ مقامِ زنگ میں رہے۔ ان فتوحات میں مہرج کی فتح بھی شامل ہے۔ جو کہ سندھ کے مشہور شہروں میں سے ہے۔ اس لئے ان کا سندھ میں آنا محقق ہے۔"(۱۸) اس دور میں عرب و چین کے درمیان بھی علمی و فکری تعلقا

ت کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ چین کے ایک شہنشاہ نے حضرت امیر معاویہؓ کو خط لکھا اور کچھ ہدایہ بھی بھیجے، مگر وصول ہونے سے پہلے آپؓ کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان ہدایہ کے بارے میں۔ ''ہندوستان اسلام کے سائے میں'' کے مؤلف لکھتے ہیں'' دراصل یہ ہدیہ ان کتابوں کا تھا جس کے اندر چین کے پوشیدہ علوم تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی کتابیں خالد بن یزید بن معاویہ کو بعد میں ملیں جن کی بناء پر انھوں نے بہت سے اعمالِ عجیبہ انجام دیئے۔ خالد، حضرت امیر معاویہ کے پوتے ہیں۔ وہ عرب کے پہلے سائنسدان ہیں جنہوں نے کیمیاء وطبعیات اور دیگر صنائع کیں کمال حاصل کر کے عربوں کو سائنس وحکمت سے آشنا کیا اور نئی ایجادات کی داغ بیل ڈالی''(۱۹)

ہندوستان میں اشاعتِ علم کے حوالے سے تاریخ میں صحابہ کرامؓ کی علمی وفکری کی خدمات کی تفصیل کا حوالہ نہیں ملتا البتہ تابعینؒ کے بارے میں تاریخ کا ایک واضح باب موجود ہے جو ان کی دینی خدمات پر روشنی ڈالتا ہے۔ ڈاکٹر محمد اسحٰق فرماتے ہیں'' جو صحابہ کرامؓ اسلامی لشکروں کے ساتھ ہندوستان آئے وہ اس ملک میں اشاعتِ حدیث کا کام نہ کر سکے یہاں ان کا قیام مختصر رہا یا انہیں ایسے مسلمان نہ مل سکے جو یہاں مستقل سکونت کا ارادہ کر کے ان سے علمِ حدیث سیکھ سکتے۔ البتہ پہلی صدی ہجری کی آخری دہائی میں جب سندھ پر مسلمانوں کی حکومت مستحکم ہو گئی تو پھر اشاعتِ حدیث و مغازی و سیر کا کام پوری توجہ سے سرانجام دیا جانے لگا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا نام مشہور تابعیؒ حضرت ربیع بن صبیح السعدی البصریؒ (المتوفیٰ ۱۶۰ھ) کا ہے جو ۹۳ھ میں ہندوستان میں تشریف لائے اور جنہوں نے احادیث کے منتشر اوراق جمع کئے۔ صاحبِ ''کشف الظنون'' کے بیان کے مطابق یہ تابعی بزرگ ہند میں علمِ حدیث کے ان اولین علمبرداروں میں سے ہیں جنہوں نے دوسری صدی ہجری میں جمع وتدوینِ حدیث کا کارنامہ سرانجام دیا۔''(۲۰)

الغرض صحابہؓ وتابعینؒ کے دور میں علمِ حدیث ہندوستان پہنچ چکا تھا اور بعد کے ادوار میں علمی وفکری تعلقات کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ شیخ محمد اکرام رقمطراز ہیں'' عرب اور پاک وہند کے تجارتی تعلقات پرانے ہیں لیکن جب سندھ عرب حکومت کا ماتحت صوبہ بن گیا تو عربوں اور اس سرزمین کے باشندوں (خاص کر سندھیوں) کے درمیان گہرے راہ ورسم کا دروازہ کھل گیا اور پھر جب عباسیوں نے دمشق کے بجائے بغداد کو اپنا دار الحکومت بنایا تو ہندوسندھ عربوں کا علمی، مذہبی اور سیاسی مرکز اور بھی قریب ہو گیا۔ اس قرب سے خلفائے بغداد نے بہت فائدہ اٹھایا اور ہندوستان کی علمی ترقیوں سے اپنے آپ کو پوری طرح باخبر کیا۔''(۲۱)

ہندوستان سے عالمِ اسلام کے ثقافتی، علمی اور دینت تعقات کے بارے میں قاضی اطہر مبارک پوری لکھتے ہیں۔'' ہندوستان میں عربوں کی حکومت کا زمانہ پورے علامِ اسلام اور مسلمانوں کا عروج واقبال کا عہد آفرین دور تھا اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح یہاں کے بلاد وامصار بھی اسلامی علوم وفنون اور اسلامی تہذیب وثقافت کی خیر وبرکت سے مالامال تھے۔''(۲۲) چنانچہ ہندوستان پر بھی عہدِ صحابہؓ وتابعینؒ میں گہرے علمی ودینی اثرات پڑے اور یہیں ایسے گھرانے پیدا ہوئے جو صدیوں تک بیت العلم رہے۔

آج انسانی آبادی ایک بہت بڑا حصہ توحید سے وابستہ نظر آتا ہے اور اسی اظہارِ توحید کے لئے دنیا کے ہر گوشے میں مساجد نظر آتی ہیں اور خلقِ خدا اپنی معاشی، معاشرتی، سیاسی اور خانگی امور کو اسلامی سانچے میں ڈھالے نظر آتی ہے۔ عہدِ رسالت میں توحید کا پیغام صرف عرب دینا تک محدود تھا۔ آپ ﷺ کے بعد یہ پیغام عالمگیر ہو گیا۔ اسے عالمگیر بنانے میں انہی حضراتِ صحابہؓ و تابعینؒ کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ عہدِ رسالت کے مکی دور میں اشاعتِ اسلام کی راہ میں رکاوٹیں تھیں لیکن اشاعتِ اسلام کا کام سر انجام دیا گیا اور صحابہ کرامؓ نے اس کام میں آپ ﷺ کی بھرپور معاونت کی۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے خود صحابہ کرامؓ کے اہلِ خاندان اور قبیلے والے اسلام لے آئے۔ متعدد قبائل، قبیلہ غفار، قبیلہ ازوشنو، قبیلہ دوس اور یثربی قبائل اوس و خزرج کے علاوہ کئی دیگر قبائل میں بھی اسلام پھیل گیا اور ہجرتِ حبشہ کی وجہ سے اسلام اور ذاتِ نبوی ﷺ اہلِ حبشہ کے لئے متعارف ہو گئی۔ عہدِ رسالتؐ کے مدنی دور میں اسلام کی اشاعت میں بڑی تیزی سے ترقی ہوئی۔ اور قبائل عرب کی طرف آپ ﷺ نے تبلیغی مہمات روانی فرمائیں۔ ان تبلیغی مہمات کا تفصیلی تذکرہ تو تاریخ میں نہیں ملتا مگر یہ بات مسلم ہے کہ اس دور میں اشاعتِ اسلام کی وسعت ان گمنام مبلغینِ صحابہؓ کی انتھک کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے اسلام کی آفاقی دعوت کو اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلانے کا فیصلہ کیا اور صحابہ کرامؓ کو سفیر بنا کر مختلف شاہانِ عالم کی طرف مبلغِ اسلام کی غرض سے بھیجا، مثلاً عمرو بن امیہ ضمریؓ کو شاہِ حبش، دحیہ کلبیؓ کو قیصر روم، عبد اللہ بن حذافہ سہمیؓ کو شاہِ فارس، شجاع بن وہب الاسدیؓ کو رئیسِ دمشق، علا بن حضرمیؓ کو حاکمِ بحرین، منذر بن ساویؓ اور اور عمرو بن عاصؓ کو شاہِ عمان کی طرف بھیجا۔ ان کے علاوہ تقریباً چالیس صحابہؓ کا ذکر ملتا ہے جنہیں آپ ﷺ نے مختلف اطراف میں میں تبلیغِ اسلام کے لئے بھیجا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے مختلف ملکوں کی طرف سفر نے توحید کے پیغام کو پھیلایا۔ عہدِ ابو بکرؓ میں اشاعتِ اسلام کے لئے اتنا زیادہ کام نہ ہو سکا کیونکہ فتنوں کی سرکوبی کی وجہ سے انہیں فرصت کم ملی۔ عہدِ عمرؓ میں اشاعتِ اسلام کا خوب موقع میسر آیا اور حضرت عمرؓ نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ جیسے جیسے علاقے فتح ہوتے چلے گئے، ساتھ ساتھ آپؓ نے صحابہ کرامؓ کو انفرادی اور اجتماعی، مختلف انداز سے ان علاقوں کی طرف روانی فرمایا تاکہ لوگوں اسلام اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دیں۔ چنانچہ "جب مسلمانوں نے شام کو فتح کیا تو عمر بن خطابؓ نے عبادہ بن صامتؓ اور ان کے ساتھ معاذ بن جبلؓ اور ابو درداءؓ کو شام بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ عبادہ بن صامتؓ تو حمص میں ٹھہر گئے اور ابو درداءؓ دمشق میں قیام پذیر ہو گئے، جبکہ معاذؓ فلسطین چلے گئے، بعد میں حضرت عبادہؓ بھی فلسطین چلے گئے۔"(۲۳) عہدِ صحابہؓ میں سندھ و ہند پر کئے جانے والے حملے اگرچہ سیاسی لحاظ سے زیادہ مؤثر ثابت نہ ہو سکے لیکن اسلامی لشکروں کے ساتھ آنے والے صحابہ کرامؓ کی ایک محدود تعداد ہندوستان میں تبلیغِ اسلام کے لئے آباد ہو گئی۔ یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے ہندوستان میں پہلے پہل اسلام کے شجر کی آبیاری کی۔ ظہورِ اسلام

کے بعد بھی یہ (تجارتی تعلقات کا) سلسلہ جاری رہا اور مسلمان تجار میں سے بعض نے جنوبی ہندوستان کے ساحلی مقامات پر اپنی نو آبادیاں بنا کر رہنا شروع کر دیا۔ لین پول (Lane pool) کا کہنا ہے کہ "اس زمانے میں ہر سال پچاس ہزار ہندو اسلام قبول کرتے تھے۔" (۲۴)

صحابہ کرامؓ ہندوستان کی طرف آئے تو ان کے ساتھ اسلام اور توحید کا پیغام پہنچا۔ ہندوستان کے ساتھ تعلقات تو عہدِ رسالت ہی سے تھے مگر بعد کے ادوار میں اس میں اضافہ ہوا اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں اس میں مزید اضافہ ہوا۔ کتبِ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن قاسمؒ علاقے فتح کرتے چلے جاتے تھے اور مساجد قائم کرتے چلے جاتے تھے۔ چنانچہ محمد بن قاسمؒ نے دیبل فتح کیا اور چار ہزار مسلمانوں کو آباد کیا اور ایک مسجد بھی بنوائی، جب وہاں کے راجوں نے محمد بن قاسمؒ کے کارنامے دیکھے اور مسلمانوں (محمد بن قاسمؒ کی فوج میں تابعین کرامؒ بکثرت ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ انہی حضرات کی برکت سے فتح عطا کرتا تھا، انہی حضرات تابعینؒ) کو قریب سے دیکھا تو ان کے کردار سے متاثر ہو کر ان سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا اور بکثرت اسلام لائے۔ اسی طرح عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں بیک وقت پندرہ راجوں کے قبول اسلام کی روایت بھی ملتی ہے۔ یہ در اصل اسلام کی بہت بڑی کامیابی تھی اور یہاں لوگوں کے لئے سعادت تھی۔ صحابہؓ و تابعینؒ کی کاوشوں کی بدولت عالمی فلسفے اور دینی تحریکیں دینِ اسلام سے متاثر ہوئیں۔ تاریخِ اسلامی سے حضرت عثمانؓ بن عفان کے دورِ خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سربراہی میں چین میں مسلمانوں کے ایک وفد کی آمد کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ " (۲۵) ماوراء النہر کے علاقوں میں اسلام کی اشاعت اور عقیدۂ توحید کا پرچار عظیم تابعی قتیبہ بن مسلمؒ نے کیا۔ اسی طرح جب صحابہؓ و تابعینؒ یورپ اور افریقہ میں داخل ہوئے تو وہاں بھی عقیدۂ توحید نے لوگوں کے نظریات کو متاثر کیا۔ مسیحی دنیا پر توحید کے اثرات تو عہدِ رسالت میں ہی شروع ہو گئے تھے کہ جب بہت سے اہلِ کتاب لوگوں نے آپ ﷺ کی حقانیت کو بذریعہ انجیل پہچان لیا تھا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور زیارتِ نبوی ﷺ کا شرف حاصل ہونے کی وجہ سے وہ اہلِ کتاب صحابہ کہلائے۔ اس کے علاوہ عیسائی بادشاہوں کی طرف خطوط بھی دعوتِ اسلام کے لئے روانہ کئے۔ نجاشی نے تو اسلام قبول کر لیا تھا مگر دیگر نے اسلام قبول نہیں کیا۔

عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور یورپ اور افریقہ کے علاقے فتح ہوئے تو وہاں کے لوگوں کو مسلمانوں اور اسلام کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ مسلمانوں کی رواداری، عدل و مساوات اور معاشرتی زندگی سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ افریقہ کی فتوحات کا سہرا حضرت امیر معاویہؓ کے سر ہے۔ اس لئے ان کی بدولت اسلام کی اشاعت ہوئی۔ شاہ معین الدین ندویؒ لکھتے ہیں "ان کے زمانے میں اسلام کو خاصی اشاعت ہوئی۔ شمالی افریقہ بربری بغاوت کے ساتھ ساتھ مرتد بھی ہو جاتے تھے۔ قیروان آباد کر کے اس کا تدارک کیا گیا۔ رومیوں کی بھی معتدبہ تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی" (۲۶) انہی وجوہات کی بنیاد پر افریقہ میں اسلام کی ترویج ہوئی اور توحید کا آوازہ بلند ہوا۔ اسی زمانے میں انہوں نے الجزائر کے متعدد علاقے تلمسان وغیرہ فتح کئے۔ یہاں تک کہ مراکش میں داخل اس کے بہت سے علاقوں میں اسلام کا پرچم لہرا دیا اور بالآخر اسفیٰ کے مقام پر، جو افریقہ کا انتہائی مغربی ساحل ہے، بحر

ظلمات (اٹلانٹک) نظر آنے لگا۔ اس عظیم سمندر پر پہنچ کر ہی حضرت عقبہ بن نافعؓ نے یہ تاریخی جملہ فرمایا' یا اللہ! گواہ رہیے کہ میں نے اپنی کوشش کی انتہا کر دی ہے اور اگر یہ سمندر بیچ میں نہ آ گیا ہوتا جو لوگ آپ کی توحید کا انکار کرتے ہیں میں ان سے لڑتا اور آگے جاتا، یہاں تک کہ آپ کے سوا روئے زمین پر کسی عبادت نہ کی جاتی"(۲۷) آخر کار عقبہ بن نافعؓ دشمنوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے اور وہیں ان کا مزار موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن نافعؓ اور دیگر صحابہؓ کے افریقہ پہنچنے سے ہی توحید کا پیغام وہاں پہنچا۔ انہی حضرات کی برکت سے ہی افریقہ کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام سے وابستہ ہے۔ صحابہؓ و تابعینؒ کے عہد میں اسلام کی کرنیں یورپ پر پڑ چکی تھیں۔ چنانچہ یہ کہنا صد فی صد درست ہے کہ آج کے یورپ اور چودہ سو سال پہلے کے یورپ میں بہت بڑا فرق ہے، اس کی وجہ انہی بابرکت شخصیات کا وہاں پہنچنا ہے۔ اگر یہ خدا رسیدہ لوگ وہاں قدم نہ رکھتے تو یقیناً آج بھی یورپ جہالت کی تاریکیوں میں گم ہوتا۔

اسلامی لشکر یورپ میں اندلس کے راستے سے داخل ہوئے۔ اس طرح اولاً اندلس اور بعد ازاں یورپ کے دیگر علاقوں میں مذہبی اثرات پہنچے اور توحید کی آواز بلند ہوئی۔ صحابہؓ و تابعینؒ کے عہد میں جب مسلمان اندلس میں داخل ہوئے تو اس وقت اندلس کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ مذہبی، معاشی، معاشرتی ہر لحاظ سے وہاں کا معاشرہ ابتری کا شکار تھا۔ لوگ مذہبی پادریوں کے ہاتھوں یرغمال تھے۔ وہ ان کی عزت و عصمت پر خوب ہاتھ ڈالتے تھے۔ معاشرے میں عدل و انصاف اور دادرسی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل چکا تھا۔ بے راہ روی حد سے بڑھ چکی تھی۔ بھاری ٹیکس نے کسانوں اور غریبوں کے لئے مشکلات پیدا کر دی تھیں۔ ان حالات میں جب مسلمانوں نے وہاں کے لوگوں میں مذہبی رواداری کو اپنایا اور انسانوں کی خدمت کی۔ بستیاں آباد کیں، مساجد قائم کیں، اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرایا، انہیں مذہبی آزادی کی تو مسلمانوں کے ان رویوں سے زندگی کے ہر شعبے میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ عظیم تابعیؒ موسیٰ بن نصیرؒ کی خدمات اس حوالے سے بہت اہم ہیں، وہ ایک باتدبیر انسان تھے انہوں نے اسلام کی اشاعت میں بڑا اہم کردار کیا۔ علامہ ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں "موسیٰ بن نصیرؒ صاحبِ تدبیر، ہوشیار اور نہایت صائب الرائے تھا اور بڑا باخبر اور باتدبیر انسان تھا۔ اس کے ہاتھ پر بکثرت لوگوں نے اسلام قبول کیا اور اس نے ان میں بکثرت دینِ اسلام اور قرآن کی تبلیغ بھی کی۔"(۲۸) یہ تھے وہ مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی اثرات جو ابتداً یورپ پر پڑے اور بعد ازاں اس کے اثرات پھیلتے چلے گئے۔ چنانچہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور، عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں کی گئی پر خلوص کاوشوں کی بدولت ہی یہ اثرات آج بھی تہذیبِ انسانی کے ہر گوشے میں محسوس کئے جا سکتے ہیں۔" اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر گہرے اور ہمہ جہت اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتدا اس وقت ہوئی جب اسلامی تہذیب و تمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوئیں۔"(۲۹) ایشیاء، افریقہ اور یورپ میں اسلام کی آمد سے قبل وہاں پر مذہبی بحران تھا۔ لیکن اسلام کی آمد سے وہاں کے لوگوں میں کچھ مذہبی شعور بیدار ہوا اور اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب کو فروغ حاصل ہوا۔ یہ سب کچھ ان کاوشوں اور انتھک محنتوں کا نتیجہ تھا جو عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں کی گئیں۔ اگر اس دور میں یہ حضرات ان خدمات کو انجام نہ دیتے تو یقیناً بعد کی دنیا

اسی طرح مذہبی بحران کا شکار رہتی۔ آج ایک مرتبہ پھر جدید کفر والحاد نے عقیدے اور مذہب کی دنیا میں دوبارہ بحرانی صورت پیدا کر دی ہے۔ چنانچہ آج ایک مرتبہ پھر صحابہؓ و تابعینؒ جیسے کردار کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ اور مادیت زدہ معاشرے ان خدارسیدہ حضرات کی راہ تک رہے ہیں۔ صحابہؓ و تابعینؒ کا اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے قدم اٹھانا اور دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کا ان کے زیرِ نگین آنا دراصل قرآنی اثرات اور وحی کی پیشین گوئی کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فتوحات کا وعدہ کیا تھا ان میں سے کچھ فتوحات آپ ﷺ کے اپنے عہد میں ہی حاصل ہو گئی تھیں اور کچھ کی آپ ﷺ نے بشارت دی تھی اور اس بشارت کی تصویر عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں اس وقت نظر آئی جب اسلامی لشکر نے صحابہؓ و تابعینؒ کی سرکردگی میں شرق و غرب میں فتوحات رقم کیں۔ چنانچہ صحابہؓ و تابعینؒ کے انسانی دنیا پر گہرے فوجی اثرات بھی مرتب ہوئے جن کی وجہ سے اسلامی تہذیب نے انسانی تہذیب کو متاثر کیا اور ایک نئی صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں دنیا کے تین براعظم ایشیاء، افریقہ اور یورپ پر براہِ راست فوجی اثرات مرتب ہوئے۔ ان براعظموں کے کچھ ممالک تو براہِ راست انہی حضرات کے دستِ مبارک پر فتح ہوئے اور کچھ انہی حضرات کی کاوشوں کے نتیجے میں کچھ عرصے بعد، بعد میں آنے والے فاتحین کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ ان فتوحات کے لئے انہی حضرات نے راہ ہموار کر دی تھی اور بعد ازاں انہی نشانات پر چلتے ہوئے دیگر دور دراز علاقے فتح کئے گئے۔ جیسا کہ یورپ کے دور دراز کے علاقے صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں تو فتح نہیں ہوئے تھے، مگر وہاں تک پہنچنے کے لئے انہوں نے راہ ہموار کر دہ تھی۔

الغرض اسلامی معاشرے کے قیام اور اس کی تہذیب میں صحابہؓ و تابعینؒ کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلامی تہذیب رحمت کی بارش ہے اور صحابہؓ و تابعینؒ اس بارانِ رحمت کا پہلا قطرہ ہیں۔ جہاں جہاں یہ قطرے پڑے وہیں وہیں زرخیزی آتی چلی گئی اور انسانیت سرسبز و شاداب ہونے لگی۔ علم کو فروغ ملا عمل کو اخلاص حاصل ہوا، مظلوم کی دادرسی ہوئی، ظالم انجام کو پہنچا۔ معاشرے میں یکسانیت اور رواداری پیدا ہوئی۔ انصاف کے بند دروازے کھل گئے۔ ہمدردی و بھائی چارگی کا پرچار ہوا۔ عورت کو حقوق ملے، غلاموں کو آزادی کا پروانہ ملا۔ انسان انسان کی غلامی سے آزاد ہو کر مالکِ حقیقی وحدہٗ لاشریک سے آشنا ہوا، اس طرح انسان مقصدِ حیات سے آگاہ ہوا۔

حوالہ جات

۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۰۷ء، ص ۱۳۳۵۔ ج ۳

۲۔ ندوی ابوالحسن، مولانا، اسلام کے تہذیب و تمدن پر اثرات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۶ء، ص ۱۰۳

۳۔ لیبان، ڈاکٹر تمدن عرب (مترجم سید علی بلگرامی) انڈیا، مطبوعہ انڈیا، ۱۹۰۷ء۔ ص ۳۹۸

۴۔ نعمانی، شبلی، مولانا، الفاروق، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۱ء، ص ۲۶۶، ۲۶۵

۵۔ محولہ بالا، ص۲۷۳

۶۔ محولہ بالا، ص۲۷۱

۷۔ قادری، حقانی میاں، ڈاکٹر، قرآن، سائنس اور تہذیب و تمدن، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۹ء، ص۲۷۳

۸۔ ندوی معین الدین، شاہ، تاریخ اسلام، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۵ء، ص۲۶۷، ج۲

۹۔ قادری، حقانی میاں، ڈاکٹر، قرآن، سائنس اور تہذیب و تمدن، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۹ء، ص۳۰۹

۱۰۔ سخاوی، محمد بن عبد الرحمان، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ، دمشق، مطبعہ قدسی، ۱۳۴۹ء، ص۱۳۶ تا ۱۴۲

۱۱۔ اندلس کی اسلامی میراث، خصوصی شمارہ فکر و نظر، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۱ء، ص۴۷

۱۲۔ محولہ بالا، ص۱۶۲

۱۳۔ محولہ بالا، ص۱۶۲

۱۴۔ برق، غلام جیلانی، یورپ پر اسلام کے احسان، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۵ء، ص۷۶، ۷۵

۱۵۔ اندلس کی اسلامی میراث، خصوصی شمارہ فکر و نظر، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۱ء، ص۱۱۵

۱۶۔ ابن کثیر، علامہ، البدایہ والنھایہ، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۸ء، ص۱۶۳، ج۹

۱۷۔ وجدی، عابد علی، سید، ہندوستان اسلام کے سائے میں، بھوپال انڈیا، بھوپال بک ہاوس، ۱۹۸۹ء، ص۱۸۹، ۱۸۸

۱۸۔ محولہ بالا، ص۱۵۷

۱۹۔ محولہ بالا، ص۱۷۶، ۱۷۵

۲۰۔ محمد اسحاق (شاہد حسن رزاقی) علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۷ء، ص۴۷

۲۱۔ انوار ہاشمی، تاریخ پاک و ہند، کراچی، کراچی بک سینٹر، ۱۹۷۰ء، ص۱۴

۲۲۔ مبارک پوری، اطہر قاضی، ہندوستان مین عربوں کی حکومتیں، لاہور، پروگریسو بکس، ۱۹۸۹ء، ۳۲۲

۲۳۔ ابن الاثیر، علی بن ابو بکر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، بیروت دار احیاء التراث العربی، تذکرہ حضرت عبادہ بن الصامت، ص۱۰۶، ج۳

24. S. Lane Poole, Medieval under Muhammad rule, London, 1926, P.41

۲۵۔ امت، روشنامہ، کراچی، ۲۰۰۴ء ۱۴ مئی، جمعۃ المبارک، ص۶

۲۶۔ ندوی معین الدین، شاہ، تاریخ اسلام، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۵ء، ص۳۸، ج۲

۲۷۔ القزوینی، زکریا ابن محمد بن محمود، آثار البلاد و اخبار العباد، بیروت، دار صادر، ۱۹۶۰ء، ص۲۴۲

۲۸۔ ابن کثیر، علامہ، البدایہ والنھایہ، کراچی، نفیس اکیڈمی، سنہ ۸۸ء، ص ۲۵۴، ج۹

29. Robert Breffault, The Making of Humanity, London, London, 1919, P.202

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.